عہد عباسی کے عربی ترجموں پر ایک نظر

مولانا محمد ثناء اللہ ندوی

شہر بغداد ۷۶۲ء میں بسایا گیا، ۷۸۶ء میں ہارون رشید خلیفہ بنا اور اسی کے دورِ خلافت میں بغداد ایک ایسی تحریک کا مرکز بن گیا جس کا مطمح نظر یونانی سائنسی کتابوں کو عربی میں منتقل کرنا تھا۔ لیکن جس زمانہ میں شہر بسایا گیا اس کے اور ہارون کے خلیفہ بننے کے درمیان جو ۲۴ سالہ زمانی وقفہ ہے اس میں ایسے اثرات ضرور کارفرما رہے جن کی بدولت اس تحریک کے لیے راستہ ہموار ہوا۔ اگر ان اثرات کی تحقیق کی جائے تو دو مراکز ایسے ملتے ہیں جن کے اثرات واضح اور طاقتور انداز سے پڑے، ایک مرکز مرو تھا جو مشرق میں دور خراسان میں واقع تھا۔ دوسرا مرکز جندیشاپور جو بغداد سے قریب ہی واقع تھا۔ خراسان کا مرو اگرچہ بغداد سے دور تھا لیکن ابتدائی زمانہ کے بغداد سے اس کا گہرا تعلق رہا[۱]۔ بہرکیف تاسیس بغداد کے بعد ۷۵ سال کا عرصہ گزرنے نہیں پایا تھا کہ اس درمیان عالم اسلام کے جن خطوں میں عربی زبان ہی بولی جاتی تھی، وہاں ارسطو کا بنیادی فلسفہ نوافلاطونیت کے ممتاز شارحین اور جالینوس کی اکثر طب کی کتابیں عربی میں منتقل کی جا چکی تھیں جن میں فارسی اور سنسکرت کی سائنسی کتابیں بھی شامل تھیں[۲]۔ تاریخ اسلام میں ترجمہ کا کام انفرادی طور پر اگرچہ عہد اموی ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ لیکن چوتھی صدی ہجری کو عربی ترجمہ کا عہد زریں شمار کیا جاتا ہے[۳]۔

مختلف زبانوں سے عربی ترجمہ کی سرگرمیوں کا سب سے بڑا سبب ابن ابی اصیبعہ کے نزدیک مامون کا وہ خواب ہے جو یحییٰ بن عدی کی روایت سے نقل کیا جاتا ہے۔ اس خواب میں مامون نے دیکھا کہ مجلس میں ایک شخص کرسی پر بیٹھا ہے۔ اس کو دیکھ کر مامون پر اس کی عظمت اور رعب کا بہت اثر پڑا۔ حاضرین سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ بزرگ ارسطو ہیں۔ مامون کے دل

میں خیال آیا کہ کیوں نہ ان سے کچھ دریافت کیا جائے پوچھا کہ اچھی چیز کسے کہتے ہیں؟ ارسطو نے جواب دیا کہ عقل جس چیز کو اچھا سمجھے وہی اچھی چیز ہے۔ پوچھا پھر کون سی چیز؟ جواب ملا کہ عوام کے نزدیک جو چیز اچھی ہو۔ مامون نے پھر دریافت کیا اس کے بعد کیا؟ ارسطو نے جواب دیا کہ اس کے آگے کچھ نہیں یہی خواب عہد عباسی میں علمی سرگرمیوں کا سب سے بڑا سبب بنا[۴]۔ ترجمہ اور تصنیفی سرگرمیوں کے درمیان کسی زمانی حد فاصل کا بھی سراغ لگانا مشکل ہے۔ کیونکہ بہت سے مترجمین تصنیفی کام بھی کرتے تھے۔ جیسے یوحنا بن ماسویہ اور حنین بن اسحٰق[۵]۔

حکومت کے زیر سرپرستی ترجمہ کا کام ابن ندیم اور قفطی کے بقول بیت الحکمت میں انجام پایا۔ یاقوت حموی نے اسے خزانۃ الحکمت کہا ہے[۶]۔ مؤرخین کے یہاں اس کی صراحت بھی نہیں ملتی کہ اس کا قیام کب عمل میں آیا۔ اس میں کیا نظام کارفرما تھا اور اس کے تحت کون سے کام انجام دئے گئے۔ یہ ایسے سوالات ہیں جن کا جواب دینا اتنا آسان نہیں جتنا کہ بادی النظر میں محسوس ہوتا ہے[۷]۔

بہرکیف صحیح بات یہ ہے کہ ہارون نے اس کی بنیاد ڈالی تھی اور مامون نے اس کے ارتقا کا سامان فراہم کیا تھا۔ قفطی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے جب بلاد روم کو فتح کیا تو انقرہ اور عموریہ میں جو کتابیں قدیم طب کی حاصل ہوئی تھیں یوحنا بن ماسویہ (جو تاریخ ترجمہ کے دور اول سے تعلق رکھتا ہے[۸]) نے ان کے ترجمہ کا کام سنبھالا۔ رشید نے اس کو ترجمہ کا ڈائرکٹر بھی بنایا اور بہت سے ماہر مترجمین کی تقرری عمل میں آئی جو اس کی زیر نگرانی ترجمہ کرتے تھے[۹]۔ ابن ندیم کے یہاں اس کی وضاحت ملتی ہے۔ اس کے مطابق ابوفضل سہل بن نوبخت ہارون کے خزانۃ الحکمت میں مامور تھا[۱۰]۔ علان الشعوبی جو فارسی النسل تھا، بیت الحکمت میں ہارون، مامون اور برامکہ کے لیے کتابوں کے نسخے تیار کرتا تھا[۱۱]۔

ہارون رشید کی تعلیم مرو میں ہوئی تھی اور وہ فارسی علوم وآداب سے بہت واقف تھا[۱۲]۔ مرو ہی سے شروع کے بہت ایسے مترجمین آئے جن کے ترجمہ کا دائرہ نجوم کی کتابوں تک محدود تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خراسان ایک Channel تھا جہاں سے ہو کر نجوم اور ریاضی کی کتابیں بغداد آتی تھیں جس کے ایجنٹ بڑی حد تک برمکی وزراء تھے جو اصلاً مرو کے باشندے تھے، نجوم اور ریاضی کی بعض کتابیں ہندوستان سے بھی آئیں[۱۳] لیکن مامون کا زمانہ علوم وفنون کے لحاظ سے رشید کے زمانہ سے بہت آگے تھا کیونکہ خود مامون کے

مزاج میں فلسفہ اور عقلی علوم کی طرف زیادہ رغبت تھی۔ بیت الحکمت میں اس کی وجہ سے توسیع ہونا ایک فطری امر ہے۔ ابن ندیم کے الفاظ میں "مامون اور شاہ روم کے درمیان خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ شہر روم میں قدیم علوم کی جو کتابیں خزانہ میں بند تھیں مامون نے لکھا کہ اپنی پسند سے جتنی کتابیں چاہیں بھیج دیں۔ پہلے تو شاہ روم نے دینا نہ چاہا پھر مشورہ کے بعد رضامند ہوگیا۔ مامون نے کچھ لوگوں کو کتابیں لانے کے لیے بھیجا جن میں حجاج بن مطر، ابن البطریق اور سلم وغیرہ شامل تھے جب کتابیں آگئیں تو مامون نے ان کو عربی میں منتقل کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کا عربی ترجمہ ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ یوحنا ابن ماسویہ بھی روم جانے والے وفد میں شامل تھا[۱۴]

ابن نباتہ نے سہل بن ہارون کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بیت الحکمت کے خزانہ پر اس کو مقرر کیا گیا۔ خزائن الحکمت میں جزیرہ قبرص سے مامون کے لیے کتابیں لائی گئی تھیں کیونکہ مامون نے اس کے حکمران کو یونانی کتابیں بھیجنے کے لیے خط لکھا تھا وہاں یونانی کتابوں کا ایک ایسا خزانہ تھا جس کا کسی کو علم نہ تھا۔ جب وہ کتابیں آگئیں تو مامون بہت خوش ہوا اور سہل بن ہارون کو اس کا خازن مقرر کیا[۱۵]

قسطنطنیہ میں ۳۳۶ء میں ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کیا گیا تھا۔ وہاں کے حکمرانوں نے کتب خانہ کی توسیع کا کام برابر جاری رکھا یہاں تک کہ اس میں کتابوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہونچ گئی تھی۔ بعض لوگوں نے بہت سی کتابوں کو جلا بھی دیا اور یہ سب دینی جذبہ کے تحت کیا گیا۔ ابن نباتہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت الحکمت مختلف خزانوں کا مجموعہ تھا کتابوں کے ہر مجموعہ پر خزانہ کا اطلاق کیا جاتا تھا۔ سہل بن ہارون اس خزانہ پر مامور تھا جو قسطنطنیہ سے لایا گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہارون کی کتابیں ایک خزانہ میں رکھی گئیں اور مامون کی علٰحدہ۔ کیونکہ ابن ندیم کبھی خزانۃ الرشید کہتا ہے، کبھی خزانۃ المامون[۱۶]

عباسی خلفاء میں ابو جعفر منصور پہلا شخص تھا جس نے علوم وفنون پر توجہ دی[۱۷] اور سب سے پہلے معتزلہ نے نہ صرف منصور (۷۵۴ - ۷۷۵) اور مامون (۸۱۳ - ۸۳۳) کے زیر سرپرستی یونانی حکماء اور فلاسفہ کی کتابوں کے ہونے والے ترجموں کا مطالعہ کیا تھا اور تمام مفید علوم مستنبط کیے، بلکہ اپنے افکار کو نئے *Channels* میں موڑنے کی بھی کوشش کی جو اب تک قرآنی افکار کے دائرہ ہی تک محدود تھے۔ ان کی یہ بھی کوشش رہی کہ یونانی تمدن کو بھی اپنے استعمالات کا حصہ بنا لیا جائے اور اسے اسلامی شعور کے ساتھ مربوط کر دیا جائے۔ فلاسفہ میں سے

الفارابی، ابن سینا اور ابن رشد کا تعلق تھوڑے زمانی وقفہ کے بعد ان ہی لوگوں سے ہے۔[18]

تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل یونانی زبان سے ترجمہ کا کام مکمل طور پر سریانیوں نے کر لیا تھا۔ چنانچہ سیریا اور میسوپوٹامیہ کے خانقاہوں میں ارسطو، جالینوس، بطلیموس اور دیگر قدیم حکماء یونان کی کتابوں کے ترجمے پائے جاتے تھے۔ ان ہی سریانی نسخوں سے عربی میں زیادہ تر ترجمہ ہوا۔[19] عہد اموی ہی میں خالد بن یزید نے کیمیاء کے موضوع پر جو کتابیں قبطی اور یونانی زبانوں میں تھیں ان کے ترجمہ کا حکم دیا تھا اور خود اس موضوع پر تین رسالے تصنیف کیے تھے۔[20]

عہد عباسی کی تاریخ ترجمہ سنہ ۷۵۰ء کے ایک صدی بعد اختتام کو پہونچی۔[21] عرب مترجمین نے یونانی ادبیات کی کتابوں کے ترجمہ سے کچھ دلچسپی نہیں لی۔[22] بلکہ ریاضی، طب، نجوم، فلاحت، کیمیاء اور اسی قسم کے مختلف علوم کی کتابوں تک اپنے آپ کو عمومی انداز سے محصور رکھا۔ عہد اموی میں ترجمہ کا کام انفرادی سطح پر ہو رہا تھا اور ترجمہ کا دائرہ طب، نجوم اور صنعت جیسے عملی علوم تک محدود رہا۔ عہد عباسی میں ان علوم کے ساتھ ساتھ منطق، فلسفہ، ہندسہ اور دیگر عقلی علوم سے متعلق کتابوں کا بھی ترجمہ ہوا۔[23]

علوم و فنون کے ارتقاء میں عہد عباسی کے عربی ترجموں کی اہمیت اور ان کے وسیع اثرات کو پروفیسر ہٹی نے یوں بیان کیا ہے "جس چیز کی بدولت یہ عہد تاریخ عالم میں مثالی ٹھہرتا ہے وہ یہ حقیقت ہے کہ اس زمانے میں ایسی عظیم فکری بیداری تاریخ اسلام میں پیدا ہوئی جس کو فکر و تمدن کی پوری عالمی تاریخ کی اہم ترین بیداریوں میں سے ایک قرار دیا جا سکتا ہے، وسیع پیمانہ پر یہ بیداری خارجی اثرات کی بدولت پیدا ہوئی۔ ہندی و فارسی اثرات کی حیثیت جزوی تھی اور بنیادی طور پر خالص یونانی اثرات کارفرما تھے۔ اس کی نشاندہی ان ترجموں سے کی جانی چاہیے جو فارسی، سنسکرت، سریانی اور یونانی زبانوں سے کیے گئے"۔[24]

ابو یوسف یعقوب کندی نے (جس کو Cardino نے "One of the world History minds" ۱۵۵۲ء میں کہا تھا)[25] مامون کے دور اقتدار ہی میں اپنی علمی سرگرمیوں کا آغاز کر دیا تھا۔ اس کی سرگرمیوں کا دائرہ صرف اس حد تک محدود نہ تھا کہ ارسطو اور نو افلاطونی فلسفہ کو عربی میں منتقل کر کے عربوں کو اس سے روشناس کرایا جائے، بلکہ فلسفہ کی روح میں تاریخ طبعی اور علم حوادث الجو (Meteorology) کے مطالعات کے ذریعہ عربوں کے ذہنی و فکری افق کو وسیع کرنا بھی شامل تھا۔[26] اولیری کہتا ہے "ارسطو کے

فلسفہ سے جب عالم اسلام روشناس ہوا تو اس کا استقبال وحی کی طرح کیا گیا جس سے قرآن میں اضافہ ہوتا ہو۔ اس وقت فلسفہ کو پوری طرح نہیں سمجھا جاتا تھا اسی لیے اس کے اور قدیم دینیات کے درمیان تناقضات پیدا نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ قرآن اور ارسطو کو ایک ساتھ پڑھا جاتا تھا اور سمجھا جاتا تھا کہ یہ ایک دوسرے کا تتمہ ہیں[٢٤]۔ خالص علوم عقلیہ خصوصاً منطق اور فلسفہ کی اگر اس انداز سے پذیرائی ہو تو اس سے جو نتائج برآمد ہوسکتے ہیں وہ بالکل ظاہر ہیں۔ اولیری کے الفاظ میں "ناگزیر طور پر اس کے نتائج اور اس سے بڑھ کر یونانی فلسفہ کے منہاج وطریق استدلال نے روایاتی اعتقادات وایمان کو پوری طاقت سے مٹانا شروع کیا[٢٥]"۔ یونانی منطق وفلسفہ کے ترجموں سے خالص عربی واسلامی فکر پر کیا اثرات پڑے اور خود یونانی افکار کو کن نشیب وفراز سے گزرنا پڑا یہ ایک مستقل موضوع ہے جس پر اس مقالہ میں روشنی ڈالنے کی گنجائش نہیں ہے۔

تاریخ اسلام کے کتب خانوں پر نظر ڈالی جائے تو تین بڑے بڑے خزانوں کا سراغ ملتا ہے۔ قلقشندی کے الفاظ میں "قدیم زمانہ میں خلفاء نے کتابوں کا بڑا اہتمام کیا چنانچہ بڑی تعداد میں انھیں کتابیں حاصل ہوئیں اور بڑے بڑے خزانے ہاتھ آئے۔ اسلام میں ایسے خزانے تین تھے۔ ایک خزانہ بغداد میں عباسیوں کا تھا جس میں بے حد وحساب کتابیں تھیں، وہ خزانہ اپنے حال پر باقی رہا۔ یہاں تک کہ تاتاریوں نے بغداد پر یلغار کی جس سے بڑی تعداد میں کتابیں ختم ہوگئیں اور ان کے نام ونشان تک مٹ گئے۔ دوسرا خزانہ مصر میں فاطمیوں کا تھا جو عاضد کے زمانہ تک باقی رہا۔ جب سلطان صلاح الدین نے ان کی حکومت لے لی تو قاضی فاضل نے اس خزانہ کی اکثر کتابوں کو خرید لیا اور قاہرہ کے مدرسہ الفاضلیہ کے لیے وقف کردیا وہاں یہ کتابیں رہیں۔ گردش ایام سے وہاں بھی کم کتابیں رہ گئیں، تیسرا خزانہ اندلس میں بنوامیہ کے خلفاء کا تھا۔ یہ خزانہ بھی بڑے خزانوں میں سے تھا جو اندلس میں ملوک طوائف کے چھا جانے سے ان کی حکومت کے ختم ہونے تک باقی رہا۔ پھر اس کی ساری کتابیں ختم ہوگئیں[٢٦]"۔

عہد عباسی کی تاریخ ترجمہ کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا دور ابوجعفر منصور سے لے کر ہارون رشید کے انتقال تک پر مشتمل ہے یعنی ١٣٦ھ سے ١٩٣ھ تک۔ مترجمین کے اس طبقہ اول میں یحییٰ بن بطریق جس نے منصور کے زمانہ میں المجسطی کا ترجمہ کیا۔ جورجیس بن جبرائیل (١٤٨ھ) عبداللہ بن المقفع (١٤٣ھ) جس نے ارسطو کی منطق کی بعض

کتابوں کا ترجمہ کیا، یوحنا بن ماسویہ (جس نے اکثر طب کی کتابوں کا ترجمہ کیا) سلام الابرش اور بسیل المطران شامل ہیں۔

دوسرا دور سنہ ۱۶۸ھ سے لیکر سنہ ۳۰۰ھ تک کا ہے۔ اس طبقہ میں یوحنا بن بطریق، حجاج بن مطر (سنہ ۲۱۴ھ) قسطا بن لوقا بعلبکی (سنہ ۲۲۰ھ) عبدالمسیح بن ناعمہ حمصی (سنہ ۲۲۰ھ) حنین بن اسحاق (سنہ ۲۶۰ یا ۲۶۴ھ) اسحق بن حنین (سنہ ۲۹۸ھ) ثابت بن قرہ (سنہ ۲۸۸ھ) حبیس بن حسن (سنہ ۳۰۰ھ) شامل ہیں۔ اس دور میں زیادہ تر بقراط، جالینوس، ارسطو اور کسی حد تک افلاطون کی کتابوں کا ترجمہ ہوا۔ جیسے افلاطون کی طیماؤس، السیاستہ المدنیۃ اور کتاب النوامیس۔ ارسطو کی زیادہ تر کتابوں کا ترجمہ حنین بن اسحق نے کیا۔

تیسرا دور سنہ ۳۰۰ھ سے لیکر چوتھی صدی کے نصف آخر تک کا ہے۔ اس طبقہ کے مترجمین میں متی بن یونس (اس کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہے۔ البتہ کہا جاتا ہے کہ سنہ ۳۲۰ھ سے سنہ ۳۳۰ھ تک وہ بغداد میں رہا) سنان بن ثابت بن قرۃ (سنہ ۳۶۰ھ) یحیٰ بن عدی (سنہ ۳۶۴ھ) ابوعلی زرعہ (۳۳۱ تا ۳۹۸ھ) ہلال بن ابی ہلال حمصی، عیسیٰ بن سمر بخت کے نام آتے ہیں ان لوگوں نے زیادہ تر ارسطو کی منطق اور طبعیات کی کتابوں پر توجہ دی[30] بطلیموس اور اقلیدس کے بعد سب سے پہلے بقراط اور جالینوس کی کتابوں کا ترجمہ ہوا۔[31]

ابن ابی اصیبعہ نے اپنے طبقات میں یونانی سے عربی میں طب کی کتابوں کو منتقل کرنے والوں کی فہرست میں یہ نام درج کیے ہیں۔

جورجس، حنین بن اسحق، اسحق بن حنین، حبیش الاعسم، عیسی بن یحیی بن ابراہیم، قسطا بن[32] لوقا بعلبکی، ایوب المعروف بالابرش، ماسرجیس، عیسیٰ بن ماسرجیس، شہدی الکرخی، ابن شہدی[33] الکرخی، الحجاج بن مطر، زوربا بن ماجو، ناعمہ حمصی، ہلال بن ابی ہلال حمصی، فثیون الترجمان، ابونصر بن ایوب، بسیل المطران، اصطفن بن بسیل، موسیٰ بن خالد الترجمان، اسکاث، جبرون بن رابطہ، تدریس السنقل، سرجس الراسی، ایوب الرہادی، یوسف الناقل، ابراہیم بن الصلت، ثاقیا الناقل، ابویوسف الکاتب، یوحنا بن بختیشوع، البطریق، یحیٰ بن البطریق، قیضا الرہاوی، منصور بن باناس، عبدیشوع بن بہریز، ابوعثمان سعید بن یعقوب الدمشقی، ابو اسحٰق ابراہیم بن بکس، علی بن یحیٰ بن المنجم، ثادرس الاسقف، ابوالحسن علی بن ابراہیم بن بکس، شیر یشوع بن قطرب، محمد بن موسیٰ المنجم، محمد بن موسیٰ بن عبدالملک، عیسیٰ بن یونس الکاتب الحاسب، علی المعروف بالفیوم،

احمد بن محمد المعروف بابن المدبر الکاتب، ابراہیم بن محمد بن موسیٰ الکاتب، عبداللہ بن اسحٰق، محمد بن عبدالملک الزیات[۳۴]

ان کے علاوہ عباسی حکومت کی ابتدا میں جو سریانی اطباء تھے اور جنھوں نے ترجمہ کا بھی کام کیا ان کی فہرست میں یہ نام آتے ہیں۔

بختیشوع بن جبرائیل، بختیشوع بن جورجس، جبرائیل بن عبداللہ، عبداللہ بن جبرائیل، خصیب عیسیٰ المعروف بابی قریش، اللجلاج، عبداللہ الطیفوری، زکریا بن الطیفوری، یزید بن زید، عبدوس بن زید، سہل الکوسج، اسرائیل بن سہل، ماسرجویہ، سلمویہ بن بنان، ماسویہ ابو یوحنا، یوحنا بن ماسویہ، عیسیٰ بن ماسہ، ابن صہابخت، ابن ماہان، ساہر[۳۵]

الفہرست میں مزید یہ نام مل جاتے ہیں۔

سلام الابرش، حبیب بن بہریز مطران الموصلی، تذاری، ابو نصر وی بن ایوب، ابو نوح بن الصلت، تیوفیلی، شملی، عیسیٰ بن نوح، قویری، واریع الراہب، ہیاثیون، صلیبا، ثاقب بن قمع، سمعان، یوحنا بن یوسف، ایوب بن القاسم، مراجی، التفلیسی، یحییٰ بن عدی[۳۶]

سنسکرت اور نبطی سے ترجمہ کرنے والوں میں الفہرست میں صرف منکہ، ابن دہن اور ابن وحشیہ کے نام درج ہیں[۳۷]

ڈاکٹر احمد فرید رفاعی نے ترجمہ کرنے والوں کی فہرست میں یہ نام بھی بتائے ہیں جن میں سے بعض کے نام قفطی نے اخبار الحکماء میں درج کیے ہیں۔

الحارث المنجم، سند بن علی بن منجم، ماشاء اللہ، یعقوب بن اسحٰق اور اس کے شاگرد حسنویہ، نفطویہ، سلمویہ، رحمویہ اور احمد بن الطیب، آلِ ثابت، عباس بن سعید الجوہری، یہودی منجم، صالح بن بہلہ[۳۸]

فارسی سے عربی ترجمہ کرنے والوں کی فہرست میں یہ نام آتے ہیں[۳۹]

ابن المقفع، آلِ نوبخت، موسیٰ، یوسف، تیمی علی بن زیاد[۴۰]، الحسن بن سہل، البلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر، جبلہ بن سالم، اسحٰق بن یزید[۴۱]، محمد بن جہم برمکی، ہشام بن قاسم، موسیٰ بن عیسیٰ کردی، زادویہ بن شاہویہ اصبہانی، محمد بن ابراہیم بن عطار اصفہانی، بہرام بن مردان شاہ، عمر بن الفرخان۔

اب فن اور مصنفین کی ترتیب کے ساتھ ترجمہ شدہ کتابوں کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔

فلسفہ اور ادب کی کتابیں:۔ افلاطون[۴۲]

۱۔ کتاب السیاستہ — مترجم حنین بن اسحٰق۔ (سنہ ۲۶۰ یا ۲۶۲ھ)[۴۳]
۲۔ کتاب المناسبات — " یحیٰی بن عدی (۳۶۴ھ)
۳۔ کتاب النوامیس — " حنین اور یحیٰی
۴۔ کتاب طیماؤس — " ابن بطریق۔ حنین نے تصحیح و نظرثانی کی[۴۴]
۵۔ کتاب افلاطون الی اقرطن — " یحیٰی بن عدی
۶۔ کتاب التوحید — " "
۷۔ کتاب الحس واللذۃ — " "
۸۔ کتاب اصول الہندسہ — " قسطا بن لوقا البعلبکی (۲۲۰ھ)
۹۔ سوفسطس — مترجم یحیٰی ابن عدی اور اسحٰق[۴۵]

ارسطو:۔[۴۶]

۱۔ قاطیغوریاس (المقولات) مترجم حنین بن اسحٰق۔

اس کی شرح لکھنے والوں میں فرفریوس، اصطفن اسکندرانی، لینس، یحیٰی نحوی، امونیوس، تامسطیوس، تاوفرسطس، سنبیوقوس اور شاون کے نام آتے ہیں۔ ابونصر فارابی اور ابوبشر متی نے بھی اس کی شرحیں لکھیں، ابن المقفع، ابن بہریز کندی، اسحٰق بن حنین اور احمد بن طیب نے اس کے اختصارات تیار کیے۔[۴۷]

۲۔ باری ارمانیاس (العبارۃ) — مترجم حنین بن اسحٰق (سریانی میں) اور یحیٰی (عربی میں)
۳۔ انالوطیقا (تحلیل القیاس) — " تیادورس۔ حنین نے تصحیح کی، اس نے ایک حصہ کو سریانی میں بھی منتقل کیا۔
۴۔ ابودیطیقا (البرہان) — " اسحٰق (سریانی میں) ابوبشر متی (عربی میں)[۴۸]
۵۔ طوبیقا (الجدل) — " اسحٰق (سریانی میں) یحیٰی (عربی میں)[۴۹]
۶۔ بوطیقا (الشعر) — " ابوبشر (سریانی سے عربی میں) یحیٰی نے اصل سے عربی میں۔
۷۔ ریطوریقا (الخطابۃ) — " اسحٰق اور ابراہیم بن عبداللہ۔ فارابی نے اس کی شرح لکھی۔

۸۔ سوفسطیقا (المغالطات او الحکمۃ المموہۃ) مترجم ابن ناعمہ اور ابوبشر نے سریانی میں اور یحیٰی بن عدی نے عربی میں۔

۹۔ کتاب السماع الطبیعی	مترجم ابوروح صابی، حنین، یحیٰ، قسطا بن لوقا، ابن

عجم اور سلام الابرش[50]

۱۰۔ کتاب السماء والعالم	" ابن بطریق، حنین نے تصحیح و نظر ثانی کی[51]
۱۱۔ کتاب الکون والفساد	" حنین (سریانی میں) اسحاق اور دمشقی (عربی میں)[52]
۱۲۔ الآثار العلویۃ	" ابوبشر متی اور یحیٰ
۱۳۔ کتاب النفس	" حنین (سریانی میں) اسحٰق (عربی میں)[53]
۱۴۔ الحس والمحسوس	" ابوبشر متی[54]
۱۵۔ کتاب الحیوان	" ابن البطریق۔
۱۶۔ کتاب الحروف	" اسحٰق، متی، حنین، یحیٰ[55]
۱۷۔ کتاب الاخلاق	" اسحٰق[56]
۱۸۔ کتاب المرأۃ	" حجاج بن مطر[57]
۱۹۔ اثولوجیا	" "[58]

حاجی خلیفہ نے ارسطو کی کتابوں میں سے مزید کتاب الموضوعات، کتاب الموت والحیاۃ اور کتاب الحیل کا تذکرہ کیا ہے۔ مترجم نامعلوم ہے[59]۔ قفطی نے مزید ۸۹ کتابوں کے نام دئے ہیں[60] جن کا ترجمہ کرنے والوں کا پتہ نہیں چلتا۔

طب اور فروع طب کی کتابیں۔

بقراط:[61]

۱۔ کتاب عہد بقراط	مترجم حنین (سریانی میں) حبیس اور عیسیٰ بن یحیٰ (عربی میں)
۲۔ کتاب الفصول	" حنین[62]
۳۔ کتاب الکسر	" "[63]
۴۔ کتاب تقدمۃ المعرفۃ	" حنین اور عیسیٰ بن یحیٰ۔
۵۔ کتاب الامراض الحادۃ	" عیسیٰ بن یحیٰ۔[64]
۶۔ کتاب ابیذمیا	" "[65]
۷۔ کتاب الاخلاط	" "[66]
۸۔ کتاب قاطیطیون	" حنین

۹۔ کتاب الماء والہواء ۔ مترجم حنین اور حبیش

۱۰۔ کتاب طبیعۃ الانسان ۔ " حنین اور عیسیٰ ۔

قفطی نے ان کتابوں کو "ذکر ما فسرہ جالینوس من کتب بقراط" کی سرخی سے بیان کیا ہے[۶۷]۔

جالینوس [۶۸]

حکیم جالینوس کی سولہ[۱۶] کتابیں زیادہ مشہور ہیں، کتاب الفرق، کتاب الصناعۃ ۔ کتاب النبض، شفاء الامراض، المقالات الخمس، الاسطقصات، کتاب المزاج، القوی الطبیعۃ، العلل والامراض، تصرف علل الامراض، تصرف علل الامراض الباطنہ، کتاب النبض الکبیر ۔ کتاب الحمایات، البحران، ایام البحران، تدبیر الاصحاء، حیلۃ البر۔ حنین بن اسحاق نے چار کتابوں کو چھوڑ کر باقی سب کا ترجمہ کیا ۔ حبیش نے ان چار کتابوں کو (کتاب النبض الکبیر، تدبیر الاصحاء، حیلۃ البر، اور العلل الباطنہ) عربی میں منتقل کیا، جالینوس کی بقیہ کتابیں یہ ہیں ۔

۱۷۔ التشریح الکبیر ۔ ۱۸۔ اختلاف التشریح ۔ ۱۹۔ تشریح الحیوان الحئی ۔ ۲۰۔ تشریح الحیوان المیت ۲۱۔ علم البقراط بالتشریح ۔ ۲۲۔ الحاجۃ الی النبض، ۲۳۔ علوم ارسطو ۔ ۲۴۔ تشریح الرحم، ۲۵۔ آراء ابقراط و افلاطون ۔ ۲۶۔ العادات ۔ ۲۷۔ حصب البدن ۔ ۲۸۔ المنی ۔ ۲۹۔ منافع الاعضاء ۔ ۳۰۔ ترکیب الادویہ ۔ ۳۱۔ الریاضۃ بالکرۃ الصغیرہ ۔ ۳۲۔ الریاضۃ بالکرۃ الکبیرہ ۔ ۳۳۔ الحث علی تعلیم الطب ۔ ۳۴۔ قوی النفس ومزاج البدن ۔ ان کتابوں کا حبیش الاعسم نے ترجمہ کیا ۔

۳۵۔ علل الصوت ۔ ۳۶۔ الحرکات المجہولۃ ۔ ۳۷۔ افضل الہیات ۔ ۳۸۔ سوء المزاج المختلف ۔ ۳۹۔ الادویۃ المفردۃ ۔ ۴۰۔ المولود لسبعۃ اشہر ۔ ۴۱۔ ردائۃ النفس ۔ ۴۲۔ الذبول ۔ ۴۳۔ قوی الاغذیۃ ۔ ۴۴۔ التدبیر الملطف ۔ ۴۵۔ مداوۃ الامراض ۔ ۴۶۔ ابقراط فی الامراض الحادۃ ۴۷۔ الی تراسوبولوس ۔ ۴۸۔ الطبیب والفیلسوف ۔ ۴۹۔ کتاب ابقراط الصحۃ ۔ ۵۰۔ محنۃ الطبیب ۔ ۵۱۔ افلاطون فی طیماؤس ۔ ان کتابوں کو حنین نے عربی میں منتقل کیا ۔ صرف آخری کتاب (افلاطون فی طیماؤس) کو اسحاق نے بھی منتقل کیا ہے ۔ اس کے علاوہ اصطفن نے جن کتابوں کا ترجمہ کیا اور حنین نے تصحیح و نظر ثانی کی وہ یہ ہیں ۔

۵۲۔ حرکات الصدر ۔ ۵۳۔ علل النفس ۔ ۵۴۔ حرکۃ العضل ۔ ۵۵۔ الحاجۃ الی النفس ۵۶۔ الامتلاء ۔ ۵۷۔ المرۃ والسوداء ۔ عیسیٰ بن یحییٰ نے ان کتابوں کا ترجمہ کیا :۔

۵۸۔ تقدمۃ المعرفۃ ۔ ۵۹۔ الادویۃ والادواء ۔

مزید کتابیں یہ ہیں ۔

۶۰۔ الفصد	ترجمہ عیسیٰ اور اصطفن
۶۱۔ صفات صبی یصرخ	" ابن الصلت
۶۲۔ الاورام	" ابن الصلت
۶۳۔ الکیموس	" ثابت اور حبیش
۶۴۔ التریاق	" ابن البطریق ۔[۶۹]

یہ وہ کتابیں ہیں جن کا نام یا تذکرہ عربی کتابوں میں مل جاتا ہے لیکن Donald Campbell نے جالینوس کی کتابوں کی جو فہرست اپنی کتاب میں دی ہے اس میں لاطینی نسخوں کی تعداد ۲۷۵ ہے[۷۰] کتاب میں ان سب کا تعارف اور ان کے عربی، فرانسیسی، جرمن، اطالوی اور دیگر زبانوں میں ترجمہ کی تفصیلات درج ہیں۔ حنین کے تذکرہ میں اس نے لکھا ہے کہ اس نے جالینوس کی آٹھ کتابوں کا ترجمہ کیا اور وہ یہ ہیں[۷۱]

(1) De elements (2) Regimen Acutorum (3) De secretis (4) De complexionibus (5) De Malitia Complexionus diversai (6) De Simplici medicina (7) Prognostica (8) Tegni.

طب کی اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ کیا گیا۔ ابن ندیم نے سب کا تذکرہ کیا ہے[۷۲] البتہ بہت سی کتابوں کے مترجمین مجہول ہیں۔ دوسرے مصنفین میں سے اہل افسس میں سے اوفس[۷۳] نامی ایک شخص کی بیس سے زائد کتابیں ہیں۔ اوفس جالینوس سے پہلے گزرا ہے۔ غالباً اس کی ساری کتابوں کا ترجمہ نہ ہو سکا۔ اور بیاوس نامی ایک شخص کی جن کتابوں کا ترجمہ ہوا وہ یہ ہیں۔

(۱) کتاب الادویہ۔ مترجم اصطفن بن بسیل۔ (۲) کتاب السبعین مقالہ۔ مترجم حنین اور عیسیٰ بن یحییٰ (سریانی میں) (۳) کتاب الی ابن اسطاث مترجم حنین۔ (۴) کتاب الی ابیہ اونافیس۔ مترجم حنین[۷۴]

اس کے علاوہ اسکندر دوس کی کتاب البرسام کو ابن البطریق نے عربی میں منتقل کیا۔[۷۵] ان مصنفین کے علاوہ اور بھی بہت سے مصنفین کی کتابوں کا ترجمہ ہوا جن کے

مترجمین کا پتہ نہیں چلتا۔

ریاضی، نجوم، ہندسہ، موسیقی اور میکانیکیات کے موضوع پر جن کتابوں کا ترجمہ ہوا ان کے مصنفین میں اقلیدس، ارخمیدس، ابلونیوس، منالاؤس، بطلیموس قلوذی، ابرخس اور ذیوفنطس کے نام آتے ہیں۔

اقلیدس:[76]

۱۔ اصول ہندسہ ۔ حجاج بن مطر اور اسحاق بن حنین نے الگ الگ ترجمے کیے، اسحٰق بن حنین کے ترجمہ پر تصحیح و نظر ثانی کا کام ثابت بن قرۃ نے انجام دیا، ابوعثمان دمشقی نے بھی اس کا ترجمہ کیا۔ حجاج بن مطر نے اس کے دو ترجمے کیے۔ یہ کتاب آج تک باقی ہے۔

۲۔ الظاہرات ۔۳۔ کتاب اختلاف المناظر، ۴۔ کتاب الموسیقی۔ ۵۔ کتاب القسم۔ ۶۔ کتاب القانون۔ ۷۔ کتاب الثقل والخفہ۔ ان کتابوں کے مترجمین کا پتہ نہیں چلتا۔ حاجی خلیفہ نے کتاب المناظر کا بھی تذکرہ کیا ہے[77]۔

ارخمیدس کی دس کتابیں ترجمہ ہوئیں، مگر مترجمین مجہول ہیں[78]۔ ابلونیوس کی کتابوں میں کتاب المخروطات کتاب قطع السطوح، کتاب الخطوط، کتاب النسبۃ المحدودۃ اور کتاب الدوائر المماسہ شامل ہیں، مگر ترجمہ کرنے والوں میں سے کسی کا بھی پتہ نہیں چلتا[79]۔

منالاؤس کی دو کتابوں (کتاب الاشکال الکرویۃ اور کتاب اصول الہندسہ) کا ترجمہ ثابت بن قرۃ نے کیا، بطلیموس قلوذی کی مشہور کتاب المجسطی ہے جس کا حجاج بن مطر نے ترجمہ کیا۔ المجسطی کا اصل نام بروکلمان نے *Megale Syntexis* بتایا ہے[81]۔ اس کی کتاب تسطیح الکرۃ کا ترجمہ ثابت بن قرۃ نے کیا[82]۔ کتاب الاربعہ کا ترجمہ ابراہیم بن الصلت نے کیا اور حنین نے تصحیح کی۔ جغرافیۃ المعمور اور صفۃ الارض کا ترجمہ بھی ثابت بن قرۃ ہی نے کیا۔ بطلیموس کی مزید پندرہ کتابیں ترجمہ ہوئیں جن کے مترجمین کا پتہ نہیں چلتا۔ ابرخس کی دو کتابیں کتاب صناعۃ الجبر اور کتاب قسمۃ الاعداد ترجمہ ہوئیں، مترجمین مجہول ہیں، ذیوفنطس کی کتاب صناعۃ الجبر کا مترجم بھی نامعلوم ہے۔

ابن ندیم نے اور بھی بہت سے مصنفین کی کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔ جیسے ابیقون بطرلیق کی کتاب العمل بالاسطرلاب المسطح، ارسطرخس کی کتاب جرم الشمس والقمر۔ کتاب العمل بذات الحلق، کتاب جداول زیج بطلیموس جو القانون المسیرہ کے نام سے مشہور ہے اور

کتاب العمل بالاسطرلاب ثاون اسکندرانی کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ طاش کبری زادہ نے کتاب دلیسقوریدوس کا بھی تذکرہ کیا ہے جس کو اصطفن بن بسیل نے یونانی سے عربی میں منتقل کیا۔[۸۳] اس نے اور بھی کئی کتابوں کا تذکرہ کیا ہے جن کا عربی ترجمہ ہوا۔ وہ کتابیں قسطنطنیہ کے امیر حکیم ارمانوس نے الملک الناصر کو ہدیۃً بھیجی تھیں۔[۸۴]

موسیقی کی کتابوں میں نیقوماخس الجہراسی کی کتاب الموسیقی الکبیر، اقلیدس کی کتاب الموسیقی، فیثاغورس کی مقالات الموسیقی، ارسطو کی کتاب الایقاع اور مورطس کی کتاب الآلات المصوتہ المسماۃ بالارغن البوقی اور الارغن الزمری شامل ہیں۔[۸۵]

میکانیکیات کے موضوع پر ارخمیدس کی کتاب الحیل الروحانیۃ، ایرن کی کتاب رفع الاثقال، بادرغوغیا کی کتاب استخراج المیاہ اور مورطس کی کتاب الآلات المصوتہ علی ستین میلاً عربی میں منتقل ہوئیں۔[۸۶] ریاضی کے فن میں ثابت بن قرہ نے نیقوماخس جہراسی کی "المدخل فی علم العدد" کا ترجمہ کیا جو اصل ترجمہ کے علاوہ عربی یونانی فرہنگ کے ساتھ بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

فارسی سے عربی میں ترجمہ:-

فارسی سے عربی میں ترجمہ کرنے والوں کے نام اوپر درج کردئے گئے ہیں۔ آل نوبخت، علی بن زیاد تمیمی اور دوسرے لوگوں نے عہد عباسی میں تاریخ، سیرت اور ادبیات کی فارسی کتابوں کا ترجمہ کیا تھا۔ عبداللہ بن المقفع کا کردار اس سلسلہ میں تو ممتاز ترین ہے۔ بہرکیف جن فارسی کتابوں کا ترجمہ ہوا وہ یہ ہیں:-

۱۔ کتاب رستم واسفندیار۔ مترجم جبلہ بن سالم۔[۸۷]
۲۔ کتاب بہرام شوس

ابن المقفع نے جن کتابوں کا ترجمہ کیا وہ یہ ہیں۔

۳۔ خدائنامہ فی السیر۔ ۴۔ آئین نامہ۔ ۵۔ کلیلہ ودمنہ۔ ۶۔ مزدک۔ ۷۔ التاج فی سیرۃ انوشیرواں۔ ۸۔ الادب الصغیر۔ ۹۔ الادب الکبیر۔ ۱۰۔ الیتیمیہ۔ ۱۱۔ رسالۃ تنسر، ۱۲۔ الکیکین۔

کلیلہ دمنہ کا جسے اصلاً بیدبا کے *Panchatantra*[۸۹] کے پہلوی ترجمہ سے ابن المقفع نے عربی میں منتقل کیا تھا۔[۹۰] ابان بن عبدالحمید اور بشر نے منظوم عربی ترجمہ کیا۔ منظوم ترجمہ کرنے والوں میں ابن لاحق اور علی بن داؤد کے بھی نام آتے ہیں۔[۹۱] طاش کبری زادہ کا بیان ہے کہ مہدی کی خلافت میں عبداللہ بن ہلال اہوازی نے بھی کلیلہ دمنہ کو فارسی سے یحیی بن خالد برمکی کے لیے منتقل کیا تھا، اور سہل بن نوبخت نے یحیی بن خالد برمکی کے لیے اُس کا منظوم ترجمہ کیا تھا۔[۹۲]

اس کے علاوہ ان کتابوں کا ترجمہ ہوا۔

ہزار افسانہ۔شہر یزاذ مع ابرویز، الکاریخ انوشیرواں، دارا والصنم والذہب، بہرام وزیری ہزار داستاں، الدب والثعلب۔

بروکلمان نے مزید ان کتابوں کے نام درج کیے ہیں:۔ امثال بزرجمہر۔ قصۃ الوزراء السبقہ۔کتاب بلوہر و بوداساف، نہایۃ الارب فی اخبار الفرس والعرب، تاریخ الاسکندر او قصۃ الاسکندر (جوایا صوفیہ میں اب تک موجود ہے)[۹۳]

بروکلمان نے ابوالعباس محمد بن خلف بن المرزبان متوفی ۳۰۹ھ/۹۲۱ء کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ مشہور ترین مترجم تھا جس نے کہا جاتا ہے کہ فارسی سے پچاس سے زائد کتابوں کو عربی میں منتقل کیا۔[۹۴] لیکن جن کتابوں کا سراغ ملتا ہے ان میں کوئی بھی ایسی نہیں جس کا اس نے ترجمہ کیا ہو۔

سیر ملوک الفرس نام کی کئی کتابیں ہیں[۹۵] جن میں سے ایک کا مترجم محمد بن جہم برمکی ہے۔ دوسری کا زادویہ بن شاہویہ اصفہانی اور تیسری کا محمد بن بہرام بن مطیار اصفہانی تھا۔

فردوسی کے شاہنامہ کو (جس میں تقریباً ساٹھ ہزار اشعار ہیں اور یونانی شاعر و رزمیہ نگار ہومر کے ایلیڈ کے انداز پر ہے) الفتح بن علی بغدادی نے عربی میں منتقل کیا تھا۔عربوں نے فارسی سے اور بھی بہت سی کتابوں کو عربی میں منتقل کیا تھا۔ جن کا تعلق ادبیات اور قدیم مذاہب سے ہے۔[۹۶]

ہندی (سنسکرت) سے ترجمہ:۔

زمانہ قدیم ہی سے ہندوستان علم و حکمت کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور رہا ہے۔ابن صاعد اندلسی نے طبقات میں جو دلچسپ بات دنیا کے بادشاہوں کی تقسیم اور شاہ ہند کے علم و حکمت کی بنا پر مشہور ہونے کی بات کہی ہے[۹۷] اس سے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔عہد عباسی میں سنسکرت سے ریاضی، طب، تاریخ اور نجوم کی بہت سی کتابوں کا عربی میں یا تو خود عربوں کے واسطہ سے ہوا یا ان اطباء و حکماء کے واسطہ سے جو اس دور میں دربار خلافت سے تعلق رکھتے تھے۔برامکہ نے تو ہندوستانی اطباء پر خصوصی توجہ دی تھی۔انھوں نے یحیٰ بن خالد کو بھیج کر کنکہ (Kuttaka) بازیکر (بجے گر) فلیر فل، سندباز اور بہت سے حکماء کو ہندوستان سے بلایا۔ہارون رشید کے دربار میں ہندی علماء میں سے مشاہیر کے نام یہ ہے:۔

۱۔ سالتہ اس کو عرب صالح کہتے تھے۔ ۲۔ آبندھن۔ اس کو عرب ابن دھن کہتے تھے۔ ۳۔ صنجھل (سنگھل رہا ہوگا)۔ ۴۔ جودر (گدریا گودر رہا ہوگا) اس کی کتاب المو الید کا عربی میں ترجمہ ہوا۔ ۵۔ بہلہ یا بھلا۔ ۶۔ کنکہ یا کنک (Kuttaka) ۷۔ نہق (نہک یا نانگ) ۸۔ مارگر (مارکرم) ۹۔ بازیکری۔ ۱۰۔ سندھ باد یا سندباد (سدھ بار) ۱۱ فلیسرفل بٹ[۹۸]

عہد عباسی میں مسلمانوں نے ادب، طب، صیدلہ اور سیر کے موضوع پر جو لکھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے ہندوستانی مراجع سے کافی فائدہ اٹھایا۔ مثلاً اگر آپ ابن سینا کی القانون اور رازی کی الملکی اور دیگر طب کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو آپ کو بہت سے مقامات میں امراض کے ہندوستانی نام اور طریقۂ علاج بھی ہندوستانی ملے گا۔ ابن عبد ربہ کی العقد الفرید اور طرطوسی کی سراج الملوک میں بہت سے آداب و اخلاق کے تذکرہ کے وقت ایسی عبارت ملتی ہے: وفی کتاب الہند کذا و کذا۔

کنکہ ہندی نے طب، نجوم اور فلسفہ کے موضوع پر بہت سی کتابیں لکھیں، جیسے کتاب النموذار فی الاعمار، کتاب اسرار المو الید، کتاب القرانات الصغیر والکبیر، کتاب فی الطب یجری مجری الکناش، کتاب فی التوہم، کتاب فی احداث العالم والدور فی القرآن۔ صنجھل اور باکہر کی بھی کتابیں ہیں۔

ان علوم سے متعلق ہندوستانی کتابوں کا ترجمہ یا تو براہ راست ہوا یا پھر فارسی سے جیسے کتاب سیرک الہندی[۹۹] کو عبداللہ بن علی نے فارسی سے عربی میں منتقل کیا۔ علامات الدواء و معرفۃ علاجہا نامی ایک کتاب کو عربی میں منتقل کرنے کا خالد برمکی نے حکم دیا۔

شاناق (چانگھ یا سنگھ) کی ایک کتاب "کتاب فی السموم خمس مقالات" ہے۔ منکہ نے اس کو سنسکرت سے فارسی میں منتقل کیا۔ پھر ابو حاتم بلخی نے اس کو عربی کا جامہ پہنایا[۱۰۰] عباس بن سعید جوہری نے مامون کے لیے پھر اس کا ترجمہ کیا، جودر حکیم کی کتاب المو الید کا بھی عربی میں ترجمہ ہوا۔ ابراہیم فزاری نے ہندوستانی کتاب (Siddhanta) کو منصور کے لیے عربی میں منتقل کیا، محمد الخوارزمی نے مامون کے لیے اس کا خلاصہ (RESUME) تیار کیا[۱۰۱] اسی کو عربی میں السندھند کہا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ سنسکرت سے جو کتابیں عربی میں ترجمہ ہوئیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ کتاب سسرد (سشرت یا شسرتا) سسرت ایک ہندوستانی عالم تھا

جس نے دیوداس بنارس میں تعلیم پائی تھی۔ اس کی اس کتاب کے نام شسرت سنگھٹا ہے۔ یہ کتاب ابن سینا کے القانون کے ہم پلہ شمار کی جاتی ہے۔ منکہ نے اس کا ترجمہ فارسی میں خاص کر یحیٰی کے لیے کیا تھا، پھر عربی میں کتاب منتقل ہوئی۔[۱۰۲]

۲۔ اسماء عقاقیر الہند ترجمہ منکہ

۳۔ استانکرا الجامع " ابن دہن

۴۔ صفوۃ النجح " ابن دہن

۵۔ مختصر الہند فی العقاقیر۔ ۶۔ علاجات الحبالی للہند۔ ۷۔ کتاب روساء الہند فی علاجات النسا۔ ۸۔ کتاب السکر للہند۔ ۹۔ التوہم فی الامراض والعلل۔ ۱۰۔ رای الہند فی اجناس الحیات وسمومہا۔ ان چھ کتابوں کے ترجمہ کرنے والوں کا پتہ نہیں چلتا۔ ۱۱ چرک سنگھٹا نامی ایک کتاب کا پہلے فارسی میں ترجمہ ہوا۔ پھر عبداللہ بن علی نے اس کو عربی میں منتقل کیا۔[۱۰۳]

ریاضی اور نجوم کے موضوع پر ہندوستان کا کردار بھی منفرد رہا ہے۔ عربوں نے اپنی تصنیفات میں اس سلسلہ میں ہندوستان کی پوری پیروی کی ہے۔ محمد بن ابراہیم فزاری، حبش بن عبداللہ بغدادی اور محمد بن موسیٰ خوارزمی نے اسی انداز پر اپنی کتابیں لکھیں۔ فزازی نے تاریخ اسلام میں سب سے پہلے اسطرلاب بنایا۔ مسلمان ماہرین فلکیات یا تو ہندوستانی کتابوں کا براہ راست مطالعہ کرتے تھے۔ یا پھر ان کے عربی یا فارسی ترجموں کا۔ ابوریحان محمد بن احمد بیرونی (۴۴۰ھ) اس سلسلہ میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی دو کتابوں (الآثار الباقیۃ عن القرون الخالیہ اور کتاب الہند) کو جرمن مستشرق اڈوارڈ سخاو نے لیپزگ اور لندن سے ۱۹۱۰ء ایڈٹ کردہ شائع کیا ہے۔ بیرونی کی بہت سی کتابیں سنسکرت سے عربی ترجمہ بالقد وتصحیح پر مشتمل ہیں۔ جیسے *Veraha Mahira* کی برہت سمہتا اور لاگھو جاتکم، برہم گپتا کی اسپھٹ سدھانت، اور کتاب پاتنجلی کا کتاب پاتنجلی فی الخلاص من الارتباک کے نام سے عربی میں ترجمہ کیا۔ اس نے کپلا کی سانکھیا کا ترجمہ عربی میں اور بطلیموس کی المجسطی، تحریر اقلیدس اور اپنی کتاب صفت اسطرلاب کا سنسکرت میں ترجمہ کیا تھا۔ بیجانند جوتشی کی ایک کتاب کرن تلک جس کا حال ہی میں انکشاف ہوا ہے اس نے غرۃ الزیجات یا غرۃ الازیاج کے نام سے نہ کہ صرف تحت اللفظ ترجمہ کیا، بلکہ نفس مضمون کی اپنی طرف سے وضاحت بھی کی ہے۔[۱۰۴] اس سلسلہ میں بیرونی کی ایک عبارت رفاعی نے نقل کی ہے۔[۱۰۵]

ادبیات کے موضوع پر جن ہندوستانی کتابوں کا ترجمہ ہوا وہ یہ ہیں:۔

۱۔کلیلہ دمنہ *Panchatantra* یا *(Fables of Bidpai)*

۲۔کتاب سندباد الکبیر۔ ۳۔کتاب سندباد الصغیر۔ ۴۔کتاب البد۔ ۵کتاب یوذاسف ۶۔کتاب یوذاسف مفرد۔ ۷۔کتاب ادب الہند والصین۔ ۸۔کتاب ہابل فی الحکمۃ۔ ۹۔کتاب الہند فی ہبوط آدم۔ ۱۰۔کتاب طرق۔ ۱۱۔کتاب دبک الہند فی الرجل والمرآۃ۔ ۱۲۔کتاب حدود منطق الہند۔ ۱۳۔کتاب ساویرم۔ ۱۴۔کتاب ملک الہند القتال والسباح۔ ۱۵۔کتاب بید بانی الحکمۃ۔ ۱۶۔بیافرجس کے معنی ثمار الحکمۃ کے ہیں۔ یہ آخری کتاب موسیقی پر ہے جس میں الحان اور نغموں پر بحث کی گئی ہے[۱۰۶]

ان کے علاوہ جن اطبا اور حکما کی کتابوں کا ترجمہ ہوا وہ یہ ہیں:۔ باکھر یا جبر، راجہ، سکہ یا مکا، واہر، ان کو، زنکل، اندی، جیاری، امکر، نوکشنل، رائے، کپل، ساویرم، برہم گپت، آریہ بھٹ، براھم[۱۰۷]

نبطی زبان سے ترجمہ:۔

کلدانی یا نبطی زبانوں سے فلسفہ، طب اور زراعت کے علاوہ دیگر موضوعات کی کتابوں کا بھی ترجمہ ہوا۔ رفاعی کہتے ہیں کہ اگر ان کتابوں کا ترجمہ نہ ہوا ہوتا تو وہ ضائع ہو جاتیں اور ہمیں ان کا علم تک نہ ہوتا[۱۰۸] نبطی سے ترجمہ میں احمد بن علی بن مختار المعروف با بن وحشیہ سب سے ممتاز ہے بلکہ اکثر کتابوں کا اسی نے ترجمہ کیا۔ اہم کتابیں یہ ہیں۔

۱۔کتاب الفلاحۃ النبطیہ[۱۰۹] ابن وحشیہ نے ۲۹۱ھ میں اس کو عربی میں منتقل کیا۔ ایک زمانہ تک زراعت کے موضوع پر یہ کتاب مآخذ بنی رہی، مغربی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ ابن وحشیہ نے مقدمہ کتاب میں کتاب کے حاصل کرنے کے سلسلہ میں دلچسپ واقعہ لکھا ہے اور بڑے حیلہ و مکر سے کتاب حاصل کی ہے۔ اس نے دوانائی بابل کی کتاب معرفۃ اسرار الفلک والاحکام علی حوادث النجوم کو عربی میں منتقل کیا۔ اس کی ترجمہ کردہ مزید چودہ کتابیں یہ ہیں۔

۲۔کتاب سرد الشیاطین۔ ۳۔کتاب السحر الکبیر۔ ۴۔کتاب السحر الصغیر۔ ۵۔کتاب دواعلی مذہب النبط، ۶۔کتاب مذاہب الکلدانیین فی الاصنام۔ ۷۔کتاب الاشارۃ فی السحر۔ ۸۔کتاب اسرار الکواکب۔ ۹۔کتاب فی الطلسمات۔ ۱۰۔کتاب الحیاۃ والموت فی علاج الامراض۔ ۱۱۔کتاب الاصنام۔ ۱۲۔کتاب الفلاحۃ الصغیر۔ ۱۳۔کتاب القرابین۔ ۱۴۔کتاب الطبیعۃ۔ ۱۵۔کتاب الاسماء

NAYAZ AHMED SHERIFF
38/9, [illegible] APPA THOTA,
M. R. PALYAM, BANGALORE

ان میں سے اکثر کتابوں کا ابن وحشیہ ہی نے ترجمہ کیا، کتاب الفلاحۃ النبطیۃ کے مقدمہ میں اپنی نبطی زبان دانی اور نبطی علوم سے شغف کے سلسلہ میں اس نے جو لکھا ہے اس سے یہ قیاس بعید نہیں ہے کہ قدیم کلدانیوں کے مذہب اور تاریخ کی دیگر کتابوں کا اس نے ترجمہ کیا ہوگا۔[۱۱۰]

قلقشندی نے کتاب طبتانا کا بھی تذکرہ ہے جس کو ابن وحشیہ نے نبطی سے عربی میں منتقل کیا۔ یہ کتاب طلسمات کے موضوع پر ہے۔[۱۱۱]

عبرانی، لاطینی اور قبطی زبانوں سے ترجمے :۔

عہد عباسی میں یہودی تعلیمات، ادبیات اور تلمود کی بہت چیزوں کا عربی میں ترجمہ ہوا اگرچہ شاذ و نادر ہی کسی مترجم کا پتہ چلتا ہے۔ بغداد پر تاتاریوں کے یلغار سے کتابوں کو جو نقصان پہونچا اس کو قلقشندی کے بیان سے ہم اوپر پڑھ چکے ہیں۔ عبرانی سے جن کتابوں کا ترجمہ ہوا ان میں سعید فیومی متوفی ۳۳۰ھ کا ترجمہ اسفار تورات ہے۔ تورات کو عربی میں منتقل کرنے والوں میں اس کا نام بہت قدیم ہے۔ اس کے اس ترجمہ کے شروع اور حاشیہ بھی ملتے ہیں۔

لاطینی سے بھی ضرور ترجمہ ہوا ہوگا۔ کیونکہ اس زبان میں بھی فلسفہ، ادب، تاریخ اور قانون کا بڑا سرمایہ موجود ہے۔ یہ فرض کرنا انتہائی بعید ہوگا کہ مامون کے لیے جو کتابیں یونان سے آئی تھیں ان میں لاطینی نسخے معدوم تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ تاریخ میں اس سلسلہ میں کوئی صراحت نہیں ملتی۔ یحییٰ بن بطریق کے بارہ میں معلوم ہے کہ وہ لاطینی زبان جانتا تھا۔ اس نے چند کتابوں کو عربی میں منتقل بھی کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ لاطینی ہی سے کیا ہوگا۔

قبطی زبان سے براہ راست ترجمہ کی صراحت نہیں ملتی۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ عربوں نے یونانی زبان کے توسط سے مصریوں کے بہت سے علوم و فنون کو عربی میں منتقل کیا۔ خصوصًا قدیم کیمیا، کی کتابوں کو۔ کیونکہ اس سلسلہ میں مصری فائق رہے ہیں خالد بن یزید کے حکم سے کیمیا پر یونانی اور قبطی سے بعض کتابوں کا عربی ترجمہ ہوا۔[۱۱۲]

تحریک ترجمہ کے منظر اور پس منظر پر ایک نظر ڈالنے کے بعد ہم مندرجہ ذیل نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔

ا۔ تاریخ اسلام میں سب سے پہلا ترجمہ خالد بن یزید بن معاویہ کے حکم سے اصطفن اسکندرانی نے کیا، یونانی اور قبطی دونوں زبانوں سے یہ ترجمہ کرتا تھا۔ خالد بن یزید بن معاویہ

کا میلان زیادہ تر صنعت اور کیمیا، کی طرف تھا جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ معدنی چیزوں کو سونا میں تبدیل کردیا جائے۔ احمد امین کے نزدیک اس کا داعیہ یہ ہوسکتا ہے کہ خالد بن یزید ایک نوجوان شخص تھا جو خلافت حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔ اس کا باپ یزید بن معاویہ بھی خلیفہ تھا اور اس کا بھائی معاویہ بن یزید بھی۔ پھر اس کو خلافت سے الگ کردیا گیا اور مروان بن حکم تخت کا مالک بن گیا۔ اس سے اس کو زبردست صدمہ لاحق ہوا، نتیجۃً وہ لہو ولعب میں منہمک ہوگیا جس سے اس کی شاہانہ طبیعت کی تسلی کا سامان فراہم ہوسکے، اس کو یہ خیال آیا کہ اگر اسے معادن کو سونا میں تبدیل کرنے کا فن آگیا تو وہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرسکتا ہے یا کم سے کم اتنا رتبہ تو حاصل ہو ہی سکتا ہے جو خلفاء کے لیے باعث حسد ہو۔ ابن ندیم کے بیان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے[۱۱۲] علم نجوم سے اس کو شغف تھا جو اس سلسلہ میں معاون ہوسکتا تھا۔

۲۔ عہد اموی میں ترجمہ کی کوششیں انفرادی سطح پر تھیں۔ عہد عباسی میں بڑی حد تک *Institutionalized* ہوگئیں جس میں انفرادی موت سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

۳۔ عہد اموی میں طب کا تھوڑا بہت اہتمام کیا گیا جس کی وجہ طب کا ایک مادی ضرورت ہونا ہے اور یہ ایسی چیز بھی نہیں ہے جس کا دین وعقیدہ پر منفی اثر پڑسکے یہی وجہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جیسے شخص نے بھی اس سے اپنے آپ کو بے تعلق نہیں رکھا۔

۴۔ عباسی خلفاء نے سب سے پہلے طب اور نجوم پر توجہ دی اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے کہ منصور جب بیمار پڑا تو ماہر طبیب کی ضرورت پڑی۔ نجوم کی ضرورت اس اعتقاد کی بنا پر تھی کہ اس دنیا میں واقعات کے سعد ونحس ہونے کا تعلق ستاروں اور اجرام فلکیہ کی گردش سے ہے۔ اسی لیے طب ونجوم ایسے دو سرکاری کام بن گئے جس کے لیے دربار خلافت میں افراد معین ہوتے تھے۔ خود منصور کے بہت سے اطباء اور منجمین ملتے ہیں۔ جیسے جورجس بن جبرائیل بن بختیشوع جندیشاپوری، عیسی بن سہلاثا۔ نوبخت فارسی منجم وغیرہ۔[۱۱۳]

۵۔ طب اور نجوم ہی کی راہ سے مسلمان فلسفیانہ علوم تک پہونچے، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں طبیب اور منجم بکثرت فلسفیانہ مسائل سے واقف ہوتے تھے۔ گویا فلسفہ ایک وحدت تھا جس کی اکائیوں میں طب، الٰہیات، حساب، منطق، موسیقی، ہندسہ اور ہیئت شامل تھی۔ طبیب یا منجم ان سب چیزوں سے واقف ہوتا تھا، ان میں غیر ملکی زبان

سیکھنے کا بھی شوق تھا۔ خصوصاً یونانی زبان جس میں ان موضوعات پر بڑا سرمایہ موجود تھا چنانچہ جب زبان سیکھ لیتے تو فلسفہ کے جملہ فروع کی کتابوں پر توجہ مرکوز کردیتے تھے۔

۶۔ بہت سے اطبا، اور منجمین کی سرپرستی حکومت کرتی تھی اور مالی امداد بھی دیا کرتی تھی، بیت الحکمت کے تحت کام کرنے والے افراد کی تو تنخواہ مقرر تھی اس کے علاوہ جس کتاب کا وہ ترجمہ کرتے اس کے تول کا سونا انعام میں دیا جاتا تھا، اسی لیے مترجمین کی کوشش ہوتی کہ دبیز کاغذ میں موٹے موٹے حروف اور کافی بیاض چھوڑ کر نسخے تیار کیے جائیں تاکہ کم محنت میں زیادہ سے زیادہ سونا حاصل کرسکیں، ان دونوں باتوں کا ثبوت ابن العبری اور دیگر متقدمین کے بیان سے ہوتا ہے[۱۱۵]

۷۔ تحریک ترجمہ اور فلسفہ و منطق کی کتابوں کے مطالعہ سے عربوں کے ذہنی و فکری آفاق وسیع تو ضرور ہوئے[۱۱۶]۔ مگر اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے؟ حیات، موت، بقاء، فنا، خلود، واجب للتنبع، ذات، صفات، کلام اور ان جیسی دوسری تعبیرات کے وہ معنی لیے جانے لگے جن سے عربوں کا روایتی ذہن بالکل خالی تھا، پھر اسلامی عقائد سے ان کی تطبیق، اس سلسلہ میں کافی بحثیں اور اس سے بڑھ کر محاذ آرائی کی وہ تاریخ ہمارے سامنے آتی ہے جس کے اندر جاری وساری روح وہ نہیں ہے جو قرآن، حدیث اور شریعت ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتی ہے۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے جن پر ان صفحات میں خامہ فرسائی کی گنجائش نہیں ہے۔

۸۔ کسی بھی زبان کی اصطلاحات اور تعبیرات کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کے سلسلے میں جو لسانیاتی دشواریاں پیش آتی ہیں، خصوصاً جب یہ کام ابتدائی دور سے گزر رہا ہو، وہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ عہد عباسی میں ایک تحریک کے انداز سے اور اس کے پہلے ہی انفرادی سطح پر جو ترجمے ہوئے، ایسا ممکن نہ تھا کہ ان دشواریوں کا سامنا نہ ہوتا چنانچہ ریاضی، طب، فلسفہ اور دیگر علوم کی جو مصطلحات یونانی زبان میں رائج تھا، مترجمین کو ان کے سریانی عربی تعبیرات نہ ملنے کی وجہ سے خود ان ہی کو اختیار کرنا پڑا۔ لہجہ اور زبان کے خاص صوتیاتی رنگ میں ان الفاظ کو رنگنا پڑا۔ ایسے الفاظ بہت ہیں۔ یونانی زبان کے بعض وہ الفاظ یہ ہیں جو ترجموں میں پائے جاتے ہیں[۱۱۷]

اسطورہ، واسطقس، اسفنج، اسطرلاب، مجسطی، انبیق، بلغم، تریاق، جنس، طغمہ، فلسفہ غراطبق، جغرافیہ، ارجبیل، اقیانوس، برکان، ازمیل، اسفین، طاؤوس، غبطہ، فانوس،

فندق، فخ، قالب، لبستان، لطاقہ وغیرہ۔

فارسی کے بعض معرب الفاظ جو ترجموں میں مستعمل ہوئے اور ان میں سے بعض الفاظ اس سے قبل بھی ترجموں میں رائج تھے۔ یہ ہیں: الکوز، الابریق، الطشت، الخوان، الطبق، القصہ، السکرجۃ، الفیروز، البلور، الکعک، الفلفل، الکرویا، الفرقہ، الزنجبیل، الزجس، السوسن، الیاسمین، الجلنار، المسک، العنبر، الکافور، الصندل، القرنفل الجوہر وغیرہ۔

حواشی وحوالہ جات

لہ De Lacy O'leary, How the greek Science Passed to the Arabs London 1951, P.155

ٰلہ Philip K. Hitti, History of the Arabes fifth edition, P. 306,307.

ٰلہ De Lacy O'leary, Arabic thought and its Place in History London 1959. P. 113

ٰلہ موفق الدین احمد بن القاسم بن خلیفہ بن یونس السعدی الخزرجی، المعروف با بن ابی اصیبعہ عیون الانباء فی طبقات الاطباء، مطبوعہ دار مکتبۃ الحیوۃ۔ بیروت ۱۹۶۵ء تحقیق ڈاکٹر نزار رضا صد ۲۵۹۔

ٰلہ فلپ کے ہٹی صد ۳۶۳ ٰلہ ڈاکٹر احمد امین۔ ضحی الاسلام ۲/ ۶۳

ٰلہ بیت الحکمت کی تاریخ کے سلسلہ میں دیکھئے۔ Le Bibliothequs. Arabes By Y. Eche, Demascus 1967, P.11-161

Histoire des Arabes, Cl. Huart, Paris 1912, vol I, P. 363-393

ٰلہ پروفیسر سنیلا نز کا لکچر۔ بحوالہ ڈاکٹر احمد فرید رفاعی عصر المامون۔ دار الکتب المصریہ ۱۹۲۸ء ۱/۳۰۷

ٰلہ قفطی۔ جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف، تاریخ الحکماء (اخبار العلماء باخبار الحکماء) تحقیق پروفیسر Julias Lippert مطبوعہ لیپزگ ۱۹۰۱ء صد ۳۸۰

ٰلہ ابن ندیم، الفہرست مطبعۃ الاستقامہ۔ قاہرہ صد ۲۷۳ ٰلہ ایضاً صد ۱۰۵

ٰلہ اولیری۔ ہاؤ دی گریک سائنس پاسڈ ٹو دی عربس۔ صد ۱۵۶

ٰلہ ایضاً صد ۱۵۶-۱۵۷

۱۴ھ الفہرست ص۲۴۳ ۔ نیز ابن العبری، غریغوریوس ملطی ۔ تاریخ مختصر الاول، لبنان ۱۸۹۰ء ص۱۳۶

۱۵ھ جمال الدین ابن نباتہ المصری، سرح العیون شرح رسالۃ ابن زیدون، دار الفکر العربی ۱۹۶۴ء تحقیق ڈاکٹر محمد ابوالفضل ابراہیم ص۲۴۲-۲۴۸

۱۶ھ احمد امین ۔ ضحی الاسلام ۲/۶۳ : الفہرست ص۱۹۰ ۱۷ھ ابن العبری، تاریخ مختصر الاول ص۱۳۶

۱۸ھ E.G. Brown, A Literary History of Persia, Cambridge 1956, P. 288 (The statement belonge to Steiner)

۱۹ھ R.A. Nicholson, A Literary History of the Arabs Cambridge 1956. P. 359

سریانی سے عربی ترجمہ عموماً نسطوریہ اور یعقوبیہ کے عیسائیوں نے کیا ۔ دیکھئے احمد امین ۔ ضحی الاسلام ۱/۲۵۸

بہت سے ترجمے جندشاپور سے حاصل ہونے ۔ دیکھئے Donald Campbell, Arabian Medicine and its influences on the middle ages. Philopress Amasterdem 1926, P. 48,

۲۰ھ نکلسن ص۳۵۹ ۔ ۲۱ھ فلپ کے ہٹی ۔ ص۳۱۰

۲۲ھ ایضاً ص۳۱۱ یہی وجہ ہے کہ یونانی ادبیات کی کتابوں کا شاذونادر ہی ترجمہ ہوا ۔ جیسے ہومر کے ایلیڈ کا ترجمہ مہدی کے منجم ثوفل بن تمب نے کیا تھا ۔ دیکھئے ابن العبری ص۹۴، ۲۲۰، ہٹی ص۳۱۱

۲۳ھ احمد امین ۔ ضحی الاسلام ۱/۲۸۵

۲۴ھ P.K. Hitti, History of the Arabs, P306-307

۲۵ھ Carl Brockelmann, History of the Islamic Peoples London, 1952, P. 125.

۲۶ھ ایضاً ص۱۲۵ ۲۷ھ O'leary, Arabic though and its Place in History, P. 123

۲۸ھ ایضاً ص۱۲۳ ۲۹ھ القلقشندی ۔ ابوالعباس احمد بن علی ۔ صبح الاعشیٰ فی صناعۃ الانشاء مطبوعہ کوستاتوماؤس وشرکاہ ۔ مصر ۔ ۱/۴۶۶-۴۶۷ ۔ نیز طاش کبری زادہ (احمد بن مصطفیٰ) مفتاح السعادہ مطبوعہ حیدرآباد ۱۳۲۸ھ ۱/۲۴۰ — ۲۴۱

۳۰ھ پروفیسر سنتیلانہ کا لکچر، احمد فرید رفاعی ۔ عصر المامون ۔ دار الکتب المصریۃ، طبع سوم ۱۹۲۸ء ۱/۳۸۰-۳۸۱ اولیری ۔ دی عربک تھاٹ اینڈ اٹس پلیس ان ہسٹری ۔ ص۱۰۵-۱۰۶ ۔ احمد امین ۔ ضحی ۱/۲۷۷ — ۲۷۸

۳۱ھ T. J. De Boer, The History of Philosphy in Islam 1988 P.18

۳۲ھ جید النقل، فصیح باللسان الیونانی والسریانی والعربی - ابن ندیم ص ۳۵۵

۳۳ھ اس نے سریانی سے عربی میں گھٹیا ترجمہ کیا۔ بقراط کی کتاب الاجنۃ کا اسی نے ترجمہ کیا۔ ابن ندیم ص ۳۵۵

قسطا بن لوقا بعلبکی نے جالینوس کی ایک کتاب کا ترجمہ تحریم الدفن کے نام سے کیا تھا۔ یہ کتاب مشتبہ موت کے سلسلے میں ہے، اس کا مخطوطہ حکیم شجاع الدین ہمدانی کے آبائی کتب خانہ میں عرصہ سے محفوظ ہے۔ دوسرے نسخے کتب خانہ دارالاسلام دیوبند، کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد اور رضا لائبریری رام پور میں موجود ہیں۔ جالینوس کی اساس الطب کا مخطوطہ جس کو حنین بن اسحاق نے عربی میں منتقل کیا تھا، آصفیہ لائبریری میں موجود ہے۔ حنین کی دیگر کتابوں میں سے اصناف الحیات، کنز الفواد فی تنویع الموائد، کتاب المدخل فی الطب، کتاب النبض الکبیر، کتاب المسائل فی الیقین، کتاب المسائل الطبیہ کے مخطوطہ نسخے آصفیہ، خدا بخش لائبریری پٹنہ، طبیہ کالج لائبریری دہلی میں موجود ہیں۔ اس کی کتاب الاغلاط، شرح المسائل الصغیرہ اور الصناعۃ الصغیرہ کے مخطوطے بھی آصفیہ، رضا، اور حکیم ظل الرحمٰن کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہیں۔ قسطا بن لوقا کی تدبیر البدن بھی آصفیہ اور رضا لائبریری میں موجود ہے۔ یوحنا بن ماویہ کی کتاب المشجر کے مخطوطے خدا بخش لائبریری پٹنہ اور رضا لائبریری رام پور میں پائے جاتے ہیں۔ طبیہ کالج دہلی کی لائبریری میں بقراط کی کتاب قاموس الطب، جالینوس کی حیلۃ البرء اور اسی طرح اس کی الی اغلوقن کے مخطوطے موجود ہیں۔ جالینوس کی اساس الطب، الاغذیہ والاشربہ، کتاب الفصول، فرق الطب، کتاب الابوال، کتاب الاغذیہ، تقدمۃ المعرفۃ، اور دیسقوریدوس کی کتاب الحشائش، بقراط کی تشریح اعضاء البدن، قسطا بن لوقا کی کتاب فی حفظ الصحۃ وازالۃ المرض، ثابت بن قرۃ کی الذخیرہ فی المعالجات کے مخطوطے ہندوستان کی مشہور لائبریریوں میں موجود ہیں۔ دیکھئے خدا بخش لائبریری جرنل شمارہ ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۴۵

۳۴ھ ابن ابی اصیبعہ عیون الانبا فی طبقات الاطباء ص ۲۷۴ — ۲۷۹ - دار مکتبۃ الحیوۃ ۱۹۶۵ء تحقیق ڈاکٹر نزار رضا ۳۵ھ ایضاً ص ۱۸۳-۲۷۴۔ ترجمہ کرنے والوں کے نام قفطی نے اخبار الحکماء میں ص ۱۱ تا آخر کتاب، اور ابن جلجل (ابو داؤد سلیمان حسان الاندلسی) نے طبقات الاطباء والحکماء مطبوعہ قاہرہ ۱۹۵۵ء تحقیق ڈاکٹر فواد سید، ص ۱۶، ۱۲ میں درج کئے ہیں۔ البتہ ساتویں طبقہ کے عنوان سے ص ۶۳ تا ۸۸ میں بعض وہ نام مل جاتے ہیں جو ابن ابی اصیبعہ نے بیان کیے ہیں۔

۳۶ھ الفہرست مطبعۃ الاستقامہ۔ قاہرہ ص ۳۵۵ ۔ ۳۷ھ ایضاً ص ۳۵۶

۳۸ھ ڈاکٹر احمد فرید رفاعی ۔ عصر المامون ۔ ۱/ ۳۸۰ — ۳۸۱ ۔ دار الکتب المصریہ ۔ طبع سوم ۱۹۲۸ء

۳۹ الفہرست ص۳۵۵-۳۵۶ ۴۰ اس نے شہریار کے زیج کو عربی میں منتقل کیا۔
۴۱ اس نے اختیار نامہ کا ترجمہ کیا۔
۴۲ قفطی۔ اخبار الحکماء ص۵۵، ابن جلجل، طبقات الاطباء والحکماء ص۲۳-۲۵
۴۳ مصطفیٰ بن عبداللہ حاجی خلیفہ۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مطبعۃ البہیۃ ۱۹۴۳ء
۱۴۲۶/۲، قلقشندی نے کتاب السیاسۃ کو ارسطو کی طرف منسوب کیا ہے۔ دیکھئے صبح الاعشیٰ ۱/۴۷۸-۴۷۹
۴۴ ایضاً ۲/۱۴۳۶ ۴۵ الفہرست ص۳۵۷-۳۵۸
۴۶ ابن جلجل۔ ص۲۵-۳۰ ۴۷ الفہرست ص۳۵۹
۴۸ کشف الظنون ۲/۱۴۰۲ ۴۹ ایضاً ۲/۱۴۰۸ ۵۰ کشف الظنون ۲/۱۴۲۵
نیز طاش کبری زادہ۔ مفتاح السعادۃ ۱/۲۵۹ ۵۱ کشف الظنون ۲/۱۴۲۵
۵۲ ایضاً ۲/۱۴۵۳ ۵۳ ایضاً ۲/۱۴۶۷ نیز مفتاح السعادہ ۱/۲۵۹
۵۴ کشف الظنون ۲/۱۴۱۲ ۵۵ ایضاً ۲/۱۳۹۷ ۵۶ ایضاً ۲/۱۳۸۷
۵۷ ایضاً ۲/۱۴۵۸ ۵۸ مکمل کتابوں کا تذکرہ دیکھئے الفہرست ۳۵۹ - ۳۶۶
۵۹ کشف الظنون ۲/۱۴۶۵، ۲/۱۴۱۴، ۲/۱۴۱۵۔
۶۰ اخبار الحکماء للقفطی ص۴۲-۴۸۔ محقق جولیوس لپرٹ کا جرمن زبان میں ایک ۱۸ صفحات پر مشتمل ایک مقدمہ بھی کتاب میں شامل ہے جس میں مختصراً مصنف کی حیات و خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
۶۱ قفطی ص۹۰-۹۵ ابن جلجل ص۱۶-۲۰
۶۲ قلقشندی۔ صبح الاعشیٰ ۱/۴۷۴ (کوستاتوماؤس وشرکاہ، مصر)
۶۳ کشف الظنون ۲/۱۴۵۲ ۶۴ ایضاً ۲/۱۳۹۸ ۶۵ ایضاً ۲/۱۳۸۳
۶۶ ایضاً ۲/۱۳۸۷۔ ۶۷ اخبار الحکماء للقفطی ص۹۴
۶۸ قفطی ص۱۲۲-۱۳۲۔ انھوں نے جالینوس کی کل ۶۱ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے جبکہ ہمیں مختلف تذکروں سے اس کی ۴۶ کتابوں کا علم ہے۔
۶۹ عصر المامون۔ ڈاکٹر احمد فرید رفاعی۔ ۱/۳۸۳ — ۳۸۴
۷۰ Do nald Compbell, Arabian Medicine and its influence on the middle ages. Philopress Amasterdarm 1926, P. 13-211, Vol II

۷۱ـه ایضاً ص ۴۹ جلد اول ۷۲ـه الفہرست ۔ص ۳۸۶-۳۹۲

۷۳ـه قفطی ۔ اخبار الحکماء ص ۱۸۵ ۷۴ـه عصر المامون ۱/۳۸۴

۷۵ـه قفطی ۔ اخبار الحکماء ص ۵۵ ۷۶ـه قفطی اخبار الحکماء ص ۶۲-۶۵ ابن جلجل طبقات الاطباء والحکماء ص ۳۹-۴۰

۷۷ـه کشف الظنون ۲/۱۴۶۳ ۷۸ـه عصر المامون ۱/۳۸۵-۳۸۶، نیز الفہرست ص ۳۸۶

۷۹ـه ایضاً ۱/۳۸۵-۳۸۶ نیز الفہرست ۳۸۷

۸۰ـه بروکلمان ۔ ہسٹری آف دی اسلامک پیوپلس ص ۱۲۶ ۸۱ـه ایضاً ص ۱۲۶

۸۲ـه کشف الظنون ۲/۱۴۰۴ ۸۳ـه مفتاح السعادۃ ۱/۲۴۰ ۸۴ـه ایضاً ۱/۲۳۹-۲۴۰

۸۵ـه عصر المامون ۱/۳۸۷-۳۸۸ ۸۶ـه ایضاً ۱/۳۸۶-۳۸۷

۸۷ـه الفہرست ص ۱۷۸ ۸۸ـه ایضاً ص ۱۷۸، نیز بروکلمان، تاریخ الادب العربی ۔ ترجمہ ڈاکٹر عبد الحلیم نجار ۔ دار المعارف مصر ۱۹۶۲ء صفحات ۹۳، ۹۴، ۹۶، ۹۷، ۹۷، ۹۸ جلد سوم ۔ نیز اولیری ۔ ہاؤ دی گریک سائنس پاسڈ ٹو دی عربس ص ۱۵۶ نیز مروج الذہب، مسعودی ۱/۱۹۰

۸۹ـه James Kritzede, Anthology of Islamic literature, New york 1964, P. 73.

۹۰ـه ہٹی ۔ ہسٹری آف دی عربس ص ۳۰۸، اولیری ۔ ہاؤ دی گریک سائنس ۔ ص ۱۵۵ الفہرست ص ۱۷۸

۹۱ـه الفہرست ص ۱۷۸ ۹۲ـه مفتاح السعادہ ۱/۲۳۹

۹۳ـه بروکلمان ۔ تاریخ الادب العربی ۳/۱۰۳-۱۰۴ ۹۴ـه ایضاً ۳/۱۰۴

۹۵ـه حمزۃ الاصبہانی ۔ دار مکتبۃ الحیاۃ ص ۹۸ ۹۶ـه عصر المامون ۱/۳۹۰

۹۷ـه ابن صاعد ۔ طبقات الامم ۔ ص ۱۱۵ ۔ مطبوعہ بیروت سنہ ۱۹۱۲ء تحقیق لوئیس شیخو

۹۸ـه عبد الرزاق کانپوری ۔ برامکہ ۔ انتظامی پریس کانپور ۔ اضافہ ونظر ثانی شدہ ایڈیشن ص ۲۳۰-۲۲۲ اخیر میں مصنف کے نام کے ساتھ ۲۳ دسمبر ۱۹۳۹ء تاریخ درج ہے ۔ نیز الفہرست ۳۹۲

۹۹ـه کشف الظنون ۲/۱۴۲۹ ۱۰۰ـه البرامکہ ص ۲۲۸

۱۰۱ـه بروکلمان ۔ ہسٹری آف دی اسلامک پیوپلس ص ۱۲۶ سنہ ۷۷۱ء میں ایک سیاح یہ کتاب بغداد لایا تھا جو نجوم کے موضوع پر تھی ۔ دیکھئے ہٹی، ہسٹری آف دی عربس ص ۳۰۷ اور ۳۷۳

۱۰۲ـه البرامکہ ۔ ص ۲۲۸ ۔ نیز کشف الظنون ۲/۱۴۳۰ ۱۰۳ـه البرامکہ ص ۲۲۹

۱۰۴ـه انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ص ۲۶۳ "ب"

۱۰۵ عصر المامون ۱/۳۹۱ ۱۰۶ ایضاً ۱/۳۹۱ ۱۰۷ البرامکہ ص ۲۲۰-۲۲۲
نیز الفہرست ۳۹۲ ۱۰۸ ایضاً ۱/۳۹۲ ۱۰۹ قلقشندی۔ صبح الاعشیٰ ۱/۴۷۶
۱۱۰ الفہرست ص۳۷۴ ۱۱۱ قلقشندی۔ صبح الاعشیٰ ۱/۴۷۵
۱۱۲ عصر المامون ۱/۳۹۴ نیز نکلسن اے لٹریری ہسٹری آف دی عربس، مطبوعہ کیمبرج ۱۹۵۶ ص ۳۵۹
۱۱۳ الفہرست ص ۳۵۴ ۱۱۴ دیگر اطباء اور نجومیوں کے لیے دیکھئے غریغوریوس ملطی ابن العبری
تاریخ مختصر الاول ص ۱۱۲-۱۱۳، ۱۳۰، ۱۳۲ ۱۱۵ ابن العبری، تاریخ مختصر الاول ص ۲۲۷، ۲۳۹
۱۱۶ Jacques Riester, La Civilization Arabe Paris 1956 P.158-210
I. MadKore, L'organon, d'Aristote dansle monde Arabe, Paris 1876 P. 1-50
۱۱۷ حنا فاخوری اور خلیل الجر تاریخ الفلسفۃ العربیہ۔ دار المعارف بیروت ۲/۳۵

ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی کی ایک تازہ پیش کش
مولانا سید جلال الدین عمری کی نئی کتاب
اسلام اور مشکلات حیات

- اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں پر مشکلات اور مصائب کیوں آتے ہیں؟
- اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو ملّی اور اجتماعی، شخصی اور انفرادی مشکلات سے کیوں گزارا جاتا ہے؟
- امراض، جسمانی تکالیف، مالی مشکلات، حادثات اور صدمات میں ایک مومن کا کیا رویہ ہونا چاہیے؟
- مرض اور مشکلات حیات میں خودکشی کیوں ناجائز ہے؟
- مرض کی شدت میں کسی کی جان کیوں نہیں لی جا سکتی؟

یہ کتاب قرآن و حدیث کی روشنی میں ان سوالات کا جواب فراہم کرتی ہے، مؤثر انداز بیان، دل نشیں بحث اور علمی اسلوب
آفسٹ کی حسین طباعت، خوب صورت سرورق۔ ضخامت ۸۸ صفحات۔ قیمت ۸ روپے
ملنے کا پتہ: مینجر مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱